© rasailojaraid.com

سید محمد فاروق بخاری، ریسرچ ڈیپارٹمنٹ
لال منڈی، سرینگر

ڈاکٹر اقبالؒ اور عقیدۂ رفع و نزول حضرت عیسیٰؑ

مرزا غلام احمد قادیانی کے حواریوں کا سب سے خطرناک حربہ یہ ہے کہ یہ لوگ دیدہ و دانستہ جہاں اپنی من پسند باتیں سلف صالحین کیطرف بڑی ڈھٹائی سے منسوب کرتے ہیں وہاں دورِ حاضر کے ممتاز ترین علماء اور مفکرین کی طرف بھی بے بنیاد باتیں منسوب کرنے میں بیباک واقع ہوئے ہیں۔ اس بد دیانتی اور علم و تحقیق کو شرم لاحق کرنے والے رویہ نے یقیناً انہیں اپنا جال پھیلانے میں مدد دی۔ اس فریب سے یہ درست ہے کہ وسیع النظر عالم دھوکہ میں نہیں آتا، مگر وہ طالب علم جس کا مطالعہ ابھی محدود ہے اپنے بزرگوں سے بدظن ہو جاتا ہے۔

رفع و نزول مسیحؑ جو اسلام میں اصولی مسئلہ کی حیثیت رکھتا ہے، اسے بزعم خود غلط اور بے بنیاد ثابت کرنے کیلئے مرزائیوں کی ایک بڑی دلیل یہ ہے کہ مولانا آزاد، مولانا عبید اللہ سندھی، مولانا سید سلیمان ندوی اور ڈاکٹر اقبال کے نزدیک یہ مسئلہ افسانے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا ہے۔ پھر ثبوت میں ان لوگوں کے اقوال اور اشعار توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہیں، بالکل اسی طرح جسطرح کسی منکر صلوٰۃ نے "لا تقربوا الصلوٰۃ" سے استدلال کیا۔

جیسا کہ علماء کرام پر مخفی نہیں ہے کہ ان حضرات کی پوزیشن اس مسئلہ کے بارے میں اس قدر صاف ہے کہ اس پر مزید کچھ لکھنا غیر ضروری ہے۔ مگر اس مسئلے کے بارے میں ڈاکٹر اقبالؒ کی رائے پر کچھ لکھنا نامناسب نہ ہوگا۔ دوسرے بزرگوںؒ کی بہ نسبت ڈاکٹر اقبالؒ کا اثر عام لوگوں میں زیادہ رچ بس گیا ہے۔ اور نوجوان اس سے دھوکہ میں آسکتے ہیں۔

---

[1] اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ رفع و نزول مسیح کے ثبوت میں قرآن حکیم کی جتنی آیات سے استدلال کیا جاتا ہے، ان کی تفسیر ترجمان القرآن میں ۔۔۔ مولانا ابو الکلام آزاد نے اس طرح نہیں کی ہے کہ دوسروں کو غلط معنی پہنانے کی جرأت نہیں ہوتی لیکن ان کی دوسری تحریروں سے یقین کرنا پڑتا ہے کہ مولانا آزاد اس عقیدے کے بالکل اسی طرح قائل تھے جسطرح ایک راسخ العقیدہ مسلمان، مولانا محمد عثمان فارقلیط نے درست لکھا ہے کہ "اگر کسی قائل کے قول میں الجھن ہو تو اس کے قول کا مطلب اسی سے دریافت کیا جائے"۔ جب اس اصول کی روشنی میں مولانا آزاد کے ان جملہ اقوال پر غور کیا جاتا ہے ۔۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ڈاکٹر اقبالؒ کی شخصیت کا جہاں تک تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حکمت و فراست میں جو عظیم الشان مقام عطا کیا تھا وہ ناقابلِ انکار ہے، ان کی عبقریت سے کسی کو مجالِ انکار نہیں مگر اس کا بھی کوئی قائل نہیں ہے کہ ڈاکٹر اقبال کے ہر ہر خیال اور ہر ہر رائے کو درجۂ استناد حاصل ہے۔ اور نہ کہیں خود علامہ اقبال نے لکھا ہے کہ میرا ہر قول قابلِ تقلید ہے۔ ظاہر ہے جو لوگ اندھی تقلید میں بری طرح مبتلا ہیں ان کے لئے ہماری یہ بات ناقابلِ برداشت ہوگی اور ایسی رائے رکھنے والے کو گستاخ سمجھیں گے مگر علامہ اقبالؒ کی عظمت و جلالت اور محبت و احترام کے اعتراف کے ساتھ ساتھ جن بزرگوں کی نظر ان کے سارے کلام اور ارشادات پر ہے۔ اور کھرا کھوٹا جانتے پہچانتے ہیں، وہ اس حقیقت کے اعتراف میں کوئی جھجک محسوس نہیں کریں گے کہ:

"یہ کہنا بہت مشکل ہے کہ انہوں (اقبال) نے مغربی تعلیم اور مغربی فلسفہ کا اثر قبول نہیں کیا اور ان کا دینی فہم کتاب و سنت اور سلفِ امت کے بالکل مطابق ہے" ------ اس کا اندازہ ان خطبات سے ہو سکتا ہے جو انہوں نے مدراس میں دئے تھے اور جس کا مجموعہ:

"RECONSTRUCTION OF RELIGOUS THOUGHT IN ISLAM"

کے نام سے شائع ہوا ہے۔ اور جس میں کہیں کہیں حقائقِ غیبی کی فلسفیانہ تعبیر اور تاویل کا شدید رنگ صاف جھلکتا ہے۔" (اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش مصنفہ مولانا ابوالحسن علی صاحب ص۱۰۰ مع حاشیہ)

دوسری بات یہ ہے کہ یہ ان لوگوں کی شدید غلطی ہے۔ جو ڈاکٹر اقبال کے کلام کا مطالعہ عبادات، ______ عقائد اور معاملات، وغیرہ میں سند کی حیثیت سے کرتے ہیں، ڈاکٹر اقبال ایک جلیل القدر مفکر تھے، وہ ایک..

رفع و نزولِ عیسیٰؑ کے بارے میں منقول ہیں تو مولانا آزاد اس مسئلہ کے صاف قائل نظر آتے ہیں۔ اس سلسلہ میں مولانا آزاد کا وہ مکتوب گرامی جو انہوں نے مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری کے جواب میں ارقام فرمایا ہے، بہت واضح ہے۔ مولانا آزاد کا یہ مکتوب جناب مالک رام [illegible] صاحب، کی کتاب "افکارِ آزاد" میں موجود ہے۔ اس میں مولانا فرماتے ہیں: "بلاشبہ روایات میں نزولِ مسیح علیہ السلام کی [illegible] گئی ہے۔ اور صحیحین کی روایات اس ---- باب میں معلوم و مشہور ہیں ان سے کسے انکار ہے۔"

چہارم: مولانا امرتسری کے اس سوال پر کہ احادیث کے بارے میں آپ کا کیا عقیدہ ہے؟ مولانا آزاد فرماتے ہیں: یہ سوال آپ نے کس حسنِ ظن سے کر رہے ہیں؟ [illegible] اپنی تحریرات میں نہ صرف حدیث کو حجت اور واجب العمل ثابت کر چکا ہے۔ بلکہ جس کو اس فہم کی توفیق ملی ہے کہ "ویعلمھم الکتاب والحکمۃ" میں "حکمت" سے مقصود سنت ہے، اور جس نے جا بجا مقدام کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ "الا انی اوتیت الکتاب ومثلہ معہ" نیز روایت مشہورہ "یوشک رجل ... الخ" اتنا ہی نہیں بلکہ جس کی تمام جد و جہد یکسر دعوتِ اتباعِ کتاب و سنت پر مبنی رہی ہے۔ اور جس کے عقیدہ میں "کتاب" کا ہر وہ "اتباع" اتباع نہیں جو سنت کے اتباع سے خالی ہو ______

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عالمِ دین ہونے کے بجائے ریفارمر تھے۔ انہوں نے اپنے کلام میں کہیں کلامی مسائل اور ایجاز نہیں چھیڑے ہیں۔ جہاں تک ان کے ذاتی عقائد و عبادات کا تعلق ہے، اس میں وہ اپنے اسلاف کے بالکل متقلد تھے وہ اپنے معاصر علماء کرام سے بھرپور استفادہ کرتے تھے اگر کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی تھی تو اپنے معاصر علماء دین کی طرف رجوع کرتے تھے، بالخصوص علّامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ اور علّامہ سید سلیمان ندویؒ ان کے علمی محسنوں میں تھے۔

اگرچہ انہوں نے عبادات و عقائد پر وقت کی نزاکت کے مدِنظر کوئی نمایاں کام نہیں کیا، مگر اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ علّامہ اقبالؒ ان متفق علیہ عقائد و مسائل کو من گھڑت یا اسرائیلیات سے ماخوذ سمجھتے تھے۔ یہ علّامہ اقبال کے کلام کی غلط تاویل ہے اور اس کی وجہ ان کی اپنی عقل و منطق کا یورپ سے مرعوب ہونا ہے۔ ایسے لوگوں کو علّامہ اقبالؒ کے دامن میں پناہ لینے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے، اصحابِ علم و فضل جانتے ہیں کہ اقبالؒ عقل سے کبھی مرعوب نہ ہوئے۔ خود اقبالؒ کی درج ذیل سطور اس کی گواہی دیتی ہیں۔ نیز انہی سے عقیدۂ رفع و نزولِ مسیحؑ کے بارے میں ان کی رائے معلوم ہوتی ہے۔

"ختم نبوت" پر دئیے ہوئے بیان میں ایک جگہ نزولِ مسیحؑ سے مرزائیوں کے انکار کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جہاں تک میں نے اس تحریک کے منشا کو سمجھا ہے احمدیوں کا یہ اعتقاد ہے کہ مسیحؑ کی موت ایک عام انسانی موت تھی اور رجعتِ مسیح گویا ایسے شخص کی آمد ہے جو روحانی حیثیت سے اس کا مشابہ ہے، اس خیال سے اس تحریک پر ایک طرح کا عقلی رنگ چڑھ جاتا ہے، لیکن یہ ابتدائی مدارج ہیں۔ اس تصورِ نبوت کے جو ایسی تحریک کی اغراض کو پورا کرتا ہے۔" (مضامین اقبال مرتبہ تصدق حسین ص ۱۶۰)

اگر کسی مرزائی یا قادیانی سے کوئی یہ کہے کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تین اصحاب کے ساتھ اُحد پر تشریف فرما تھے اتنے میں احد لرز اٹھا مگر جب آنحضرتؐ نے رکنے کا حکم دیا تو فوراً پرسکون ہو گیا۔ تو معلوم نہیں کتنی رکیک تاویلات سے کام لے کر ظاہری استبعاد دور کریں گے مگر انہیں علّامہ اقبالؒ کے بارے میں مولانا مودودی لکھتے ہیں کہ جب اس حدیثِ قدسی کا ذکر ہوا تو علّامہ اقبالؒ نے شانِ نبی کی عظمت و جلالت پر روشنی ڈالتے ہوئے اسے مادی حقیقت قرار دیا۔

۱؎ ایں دو شمع اند کہ از یک دگر افروختہ اند ــــــ مولانا آزاد کا یہ مکتوب قابلِ مطالعہ ہے، مولانا آزاد کا یہ مکتوب "افکارِ آزاد" مرتبہ محمد عثمان صاحب فارقلیط اور "تبرکاتِ آزاد" مرتبہ جناب غلام رسول صاحب مہر میں دیکھا جا سکتا۔ (ماہنامہ الحق شمارہ ۶ جلد ۱۰ میں شائع ہو چکا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

غرض علامہ اقبالؒ سے کوئی ایسا قول یا شعر منقول نہیں ہے جس سے رفع و نزول حضرت عیسیٰؑ جیسے اصولی مسئلہ اور مسلمہ عقیدہ کا غلط ہونا ثابت ہو سکے۔ بلکہ اس کے برعکس ایسے اشارات ملتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ علامہ اقبالؒ بھی اس عقیدے کو اسی طرح اسلامی عقیدہ تسلیم کرتے تھے جس طرح ایک راسخ العقیدہ مسلمان۔ علامہ اقبالؒ کے ایک شعر کو مرزائی دنیا بھر میں لئے پھرتے ہیں اور وہ اسے نزول عیسیٰؑ کے خلاف دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ شعر یہ ہے: ؎

میناۂ دل پر اپنے خدا کا نزول دیکھ — اور انتظار مہدی و عیسیٰ بھی چھوڑ دے

اول تو یہ شعر ڈاکٹر اقبالؒ کے ابتدائی زمانے کے کلام سے تعلق رکھتا ہے اور اقبالیات کے ماہرین بخوبی جانتے ہیں کہ علامہ اقبالؒ نے بعد میں اپنے ان بہت سے خیالات سے رجوع کیا جنہیں وہ ابتدائی دور میں کافی اہمیت دیتے تھے، چاہے یہ خیالات سیاسی ہوں یا مذہبی، ایک وقت وہ تھا جب نیشنلسٹ تھے مگر بعد میں "سارا جہاں ہمارا" کا نعرہ بلند کیا، ایک دور وہ بھی تھا کہ وہ وحدۃ الوجود کے قائل تھے مگر بعد میں اس کی زبردست تردید کی، وغیرہ۔ انہی خیالات و مسائل میں مندرجہ بالا شعر گننا چاہیئے علامہ اقبالؒ نے جب آخر میں اپنے کلام کو از سرِ نو ترتیب دیا تو اس شعر کو متعلقہ نظم سے خارج کر دیا، اس حقیقت کا اظہار اقبالیات کے ایک ماہر کامل اور ڈاکٹر صاحب کے جذباتی مرید ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم نے بھی کیا ہے ان کے الفاظ یہ ہیں

"علامہ اقبالؒ نے انتخاب کرتے ہوئے اس شعر کو نکال دیا۔"

آگے نکال دینے کی وجہ یوں لکھتے ہیں:

"علامہ اقبالؒ نے یہ شعر غالباً اس لئے نکال دیا کہ مہدی و عیسیٰ کے متعلق مسلمانوں کے عام عقائد کو اس سے ٹھیس لگتی ہے۔" (ذکرِ اقبال صـ۳۰)

اس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے اس طرزِ تحریر کے بالکل خلاف جس کی توقع وسیع النظر فاضل سے کی جاتی ہے۔ خطیبانہ انداز میں لکھا ہے کہ علامہ نے تکفیر کا ہدف بننے کے خوف سے یہ شعر اپنے کلام سے نکال دیا تھا۔ مگر ظاہر ہے کہ یہ ڈاکٹر صاحب کی اپنی رائے البتہ اتنا تو واضح ہو جاتا ہے کہ یہ اقبالؒ کی شان میں ایسی گستاخی ہے جو اقبالؒ کے دشمن سے بھی متصور نہیں ہے بہرحال ڈاکٹر اقبالؒ کی ذات اس سے بہت بلند ہے کہ کوئی ایسی بات انکی طرف منسوب کی جاتے جو قرآن اور حدیث کے خلاف ہو اگر ان کا سارا کلام کھنگالا جائے تو ایسے بہت سے اشارات ملیں گے جن سے ہماری رائے کی تائید ہوگی مثلاً وہ اپنی مشہور نظم "سرگذشت ابنِ آدم" میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کرتے ہیں ؎

کبھی میں ذوقِ تکلم سے طُور پر پہنچا — چھپایا نورِ ازل کو زیرِ آستیں میں نے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔

کبھی بن غار حرا میں چھپا رہا برسوں
دیا جہاں کو کبھی جام آخریں میں نے

اسی نظم میں آگے فرماتے ہیں ۔

کبھی صلیب پہ اپنوں نے مجھ کو لٹکایا
فلک کی بھی کی سیر چھوڑ کر زمیں میں نے

مولانا غلام رسول صاحب مہر فرماتے ہیں "اس شعر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیطرف اشارہ ہے۔"

(ملاحظہ ہو مطالب بانگ درا ص ۱۴۲)

(دار العلوم دیوبند)

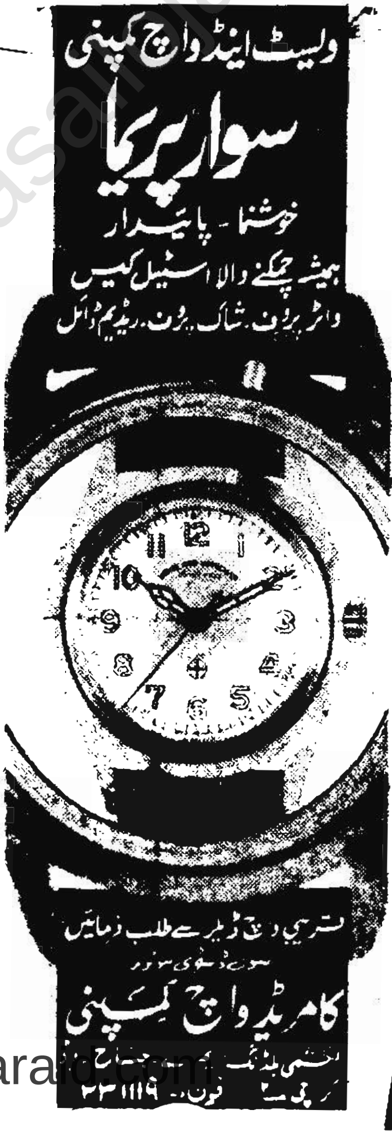

قدیم کتابیں

کسی صاحب کے پاس اسلامی علوم و فنون سے متعلق قلمی یا پرانی مطبوعہ کتابیں برائے فروخت موجود ہوں تو وہ برائے کرم ذیل کے پتہ پر رابطہ قائم فرمائیں۔

ناظم مجلس علمی ۔ پوسٹ بکس نمبر ۴۰۸۳ ۔ کراچی ۲

© rasailojaraid.com